غور کیجیے:

آپ نے دیکھا کہ ڈاکٹر ذاکر حسین کی یہ کہانی بہت ہی دلچسپ اور آسان ہے۔ احسان کا بدلہ احسان ایک اخلاقی کہانی ہے جس میں گھوڑے اور تاجر کے کردار کے ذریعہ ذاکر حسین نے کئی باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی گھوڑا کیسا جانور ہوتا ہے؟ احسان کیا ہے؟ احسان کا بدلہ کیسے ادا کیا جاتا ہے؟ ان کو کہانی کی شکل میں بہت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ ڈاکٹر ذاکر حسین کی دوسری کہانیوں کو یکجا کر اپنے دوستوں کو سنائیے!

سبق..6

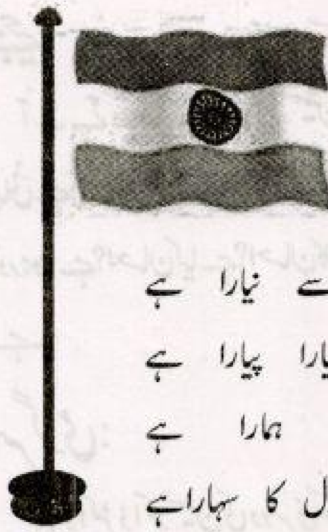

وطن کا راگ

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے
ہر رُت ہر اک موسم اس کا کیسا پیارا پیارا ہے
کیسا سہانا کیسا سُندر پیارا دیش ہمارا ہے
دُکھ میں سُکھ میں ہر حالت میں بھارت دل کا سہارا ہے

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

کرشن کی بنسی نے پھونکی ہے رُوح ہماری جانوں میں
گوتم کی آواز بسی ہے محلوں میں میدانوں میں
چشتی نے جودی تھی مَے وہ اب تک ہے پیمانوں میں
نانک کی تعلیم ابھی تک گونج رہی ہے کانوں میں

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

مذہب کچھ ہو، ہندی ہیں ہم، سارے بھائی بھائی ہیں
ہندو ہیں یا مسلم ہیں یا سِکھ ہیں یا عیسائی ہیں
پریم نے سب کو ایک کیا ہے، پریم کے ہم شیدائی ہیں
بھارت نام کے عاشق ہیں ہم ، بھارت کے سودائی ہیں

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

☆ افسر میرٹھی

مشق

معنی یاد کیجیے:

سہارا — مدد

تہذیب — طور طریقہ

رُت — موسم

ہریالی — ہرا بھرا

پیانہ — ناپنے کا آلہ (جمع پیانوں)

پریم — محبت، پیار

شیدائی — چاہنے والا

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ ہمارا بھارت دیش کیسا ہے؟

2۔ گنگا ندی کس دیش میں بہتی ہے؟

3۔ کرشن، گوتم، چشتی اور نانک نے ہمیں کون سا پیغام دیا ہے؟

خالی جگہوں کو بھریئے:

1۔ کیسا سہانا کیسا سندر...........ہمارا ہے۔

2۔ مذہب کچھ ہو ہندی ہیں ہم سارے..........

3۔ ہندو ہیں یا.........یا سکھ ہیں یا عیسائی ہیں۔

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

سُندر، گنگا، پھول، تعلیم، ہندی

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

حالت، تعلیم، آواز، یاد، عاشق، صدی

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

شہر، ہریالی، محل، پریم، آدمی

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے.............

دُکھ میں........ہر حالت میں بھارت دل کا سہارا ہے

چشتی نے جو دی تھی مے وہ اب تک ہے..........میں

بھارت نام کے عاشق ہیں ہم.........کے سودائی ہیں

دیئے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

1۔ ہم سب کس ملک کے رہنے والے ہیں؟

2۔ کرشن، گوتم، نانک کی پیدائش کہاں ہوئی؟

3۔ ہم سب بھارت کے لوگ آپس میں کیسے رہتے ہیں؟

4۔ بھارت میں کون کون سے مذہب کے لوگ رہتے ہیں؟

غور کیجیے:

آپ نے اِس نظم میں پڑھا کہ ہمارا دیش بھارت بہت ہی سُندر اور اچھا دیش ہے۔ یہاں پر ہر طرح کے موسم، پھل، پھول اور ندیاں ہیں۔ گوتم، نانک، چشتی، کرشن جیسے پیار کے پھول برسانے والے بڑے بڑے لوگ یہاں پیدا ہوئے۔ ہر مذہب کے لوگ یہاں آپس میں مِل جل کر رہتے ہیں اور پرب تیوہار مناتے ہیں۔ ایسا دیش دنیا میں دوسرا کوئی نہیں ہے۔ ہمیں اس ملک پر ناز ہے۔ ہم بڑے ہو کر اچھا کام کریں گے اور بھارت دیش کا نام روشن کریں گے۔

عملی سرگرمی:

☆ اِس نظم کو یاد کیجیے اور گا کر سنائیے!

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

سبق..7

گنگا ندی

ہمارے ملک کی عظمت کو بڑھانے میں ہمالہ اور گنگا کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ ہمالہ ہمارے ملک کا پاسبان ہے جبکہ گنگا ہماری تہذیب اور ترقی کی نشانی ہے۔ گنگا، ہمالہ کے گنگوتری نامی برف کے آبشار یعنی گلیشیر سے نکلتی ہے۔ یہاں سے بنگال کی

کھاڑی تک یہ گنگا کے نام سے ہی جانی اور پہچانی جاتی ہے۔ ہردوار نام کے مقام پر گنگا ندی پہاڑ سے ہوکر نشیب کی طرف یعنی میدان میں آجاتی ہے۔ ہردوار بہت ہی مشہور جگہ ہے۔ یہاں ہندوؤں کا تیرتھ استھان ہے۔ ہر بارہ سال کے بعد یہاں کمبھ کا میلہ لگتا ہے۔ ہری دوار کے قدرتی مناظر سے بھرپور تیرتھ استھان تیرتھ یاتریوں سے بھرا رہتا ہے۔ ملک کے گوشے گوشے سے زائرین کی آمد سے ہری دوار میں کافی بھیڑ بھاڑ اور رونق رہتی ہے۔

مہابھارت میں ہستناپور کا ذکر بار بار آیا ہے۔ یہ تاریخی مقام ہری دوار کے راستے میں ہی پڑتا ہے۔ یہیں سے بہتی ہوئی گنگا ندی مشہور صنعتی شہر کانپور (یوپی) پہنچتی ہے۔ کانپور میں چونکہ کل کارخانوں کی تعداد

بہت ہے۔اس لئے اس شہر کے لئے گنگا ندی بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ان کل کارخانوں کو گنگا سے ہی پانی ملتا ہے۔کانپور شہر سے تقریباً دوسو کیلومیٹر آگے چل کر پریاگ ہے۔ جسے الہ آباد کہتے ہیں۔الہ آباد زمانہ قدیم میں پریاگ ہی کے نام سے مشہور تھا۔ یہ جگہ اس لئے بہت اہم ہے کہ یہاں گنگا اور جمنا دوندیوں کا سنگم یعنی ملاپ ہوتا ہے۔ یہاں سے آگے چل کر گنگا بنارس میں داخل ہوتی ہے۔ بنارس کا قدیم نام کاشی تھا۔ یہ شہر رشی منیوں اور مندروں کا شہر ہے، یہاں گنگا کے کنارے بڑے بڑے مندر ہیں۔ جہاں ہندوستان بھر سے لوگ آتے ہیں اور گنگا میں اشنان کرکے پوجا پاٹھ کرتے ہیں۔ گنگا بنارس سے ہوتی ہوئی صوبہ بہار میں پہنچتی ہے۔ بہار میں اُتر اور دکھن سے کئی ندیاں اس میں آکر مل جاتی ہیں۔ جیسے کوسی، گنڈک، گھاگھرا، سون اور پُن پُن وغیرہ ندیاں گنگا کی مددگار ندیوں میں شمار ہوتی ہیں۔گنگا بہار کو دوحصّوں میں تقسیم کرتی ہے۔ بہار کی راجدھانی پٹنہ اس کے دکھنی کنارے پر موجود ہے۔ یہاں سے آگے چل کر بھاگلپور ہوتے ہوئے گنگا راج محل کی پہاڑیوں سے ٹکراتی ہوئی بنگال میں داخل ہوجاتی ہے۔ یہاں پر گنگا کا سفر ختم ہوجاتا ہے۔اس کا زور کم پڑ جاتا ہے۔اس کے آخری سرے پر سمندر میں بڑا ڈیلٹا بن گیا ہے۔اسے سندر بن کا ڈیلٹا کہا جاتا ہے۔

گنگا ندی سے ہمارے ملک کو بہت فائدہ ہے۔گنگا جہاں سے بھی گزری ہے اس نے اپنی مددگار ندیوں کے ساتھ مل کر میدانی علاقوں کو بہت زرخیز بنادیا ہے۔گنگا ندی سے ہندوستان کی آدھی آبادی اپنی روزی روٹی حاصل کرتی ہے۔اس ندی سے بے شمار نہر نکال کر لوگ اپنے کھیتوں کو ہرا بھرا رکھتے ہیں اور خوشحالی ان کے دامن چومتی ہے۔اس ندی میں کشتیوں کے ذریعہ آمدورفت کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے۔ کشتیوں کے ذریعے مچھلیاں بھی حاصل کرنے میں مچھوارے مصروف رہتے ہیں۔

گنگا کی ان تمام خوبیوں کے باوجود ایک تشویش ناک پہلو بھی ہے۔ یہ ندی جہاں سے بھی گزری ہے تقریباً تمام جگہوں اور خاص طور سے شہروں کی گندگیاں اس ندی میں بہائی جارہی ہیں یا ڈالی جارہی ہیں۔دن بہ دن گنگا آلودہ ہوتی جارہی ہے۔اس کا بڑا نقصان ہے۔اگر گنگا کو آلودگی سے نہیں بچایا گیا تو یہ ندی جتنی فائدے مند ہے اتنی ہی نقصان دہ ہوجائے گی۔اس لئے ہمیں گنگا کو ہر حال میں آلودگی سے بچانا چاہئے۔

☆ ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

عظمت	—	بڑائی
پاسبان	—	رکھوالا
آبشار	—	جھرنا
نشیب	—	نیچا، گہرائی
تیرتھ استھان	—	زیارت گاہ
زائرین	—	زیارت کرنے والا
مفید	—	فائدہ مند
سرا	—	کنارہ
زرخیز	—	اُپجاؤ
تشویش	—	اندیشہ، کھٹکا

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

میدان، برف، نشیب، میلہ، سنگم

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

ندی، منظر، شخص، شہر، مندر

اِن الفاظ کی ضِد لکھیے:

فراز، آمد، قدیم، شہر، خوشحالی

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ گنگا ندی کہاں سے نکلتی ہے؟

2۔ گنگا ندی کن کن شہروں سے ہوکر گزرتی ہے؟

3۔ کمبھ کا میلہ کتنے سال پر اور کہاں لگتا ہے؟

4۔ بنارس کیوں مشہور ہے؟

5۔ گنگا کو آلودگی سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

خالی جگہوں کو بھریئے:

1۔ گنگا.........نامی برف کے آبشار سے نکلتی ہے۔ (گنگوتری، منا)

2۔ الٰہ آباد میں.........کا میلہ لگتا ہے۔ (پریاگ، کمبھ)

3۔ بنارس کا قدیم نام...........ہے۔ (راشی، کاشی)

4۔ گنگا کو آلودگی سے بچانے کے لئے اس کی..... پر دھیان دینا چاہئے۔ (صفائی، دھلائی)

غور کیجیے:

گنگا ہندوستان کی اہم ترین ندیوں میں شمار ہوتی ہے۔اس ندی سے نہ صرف ہماری تہذیب اور ثقافت جڑی ہوئی ہے بلکہ یہ ندی آدھے ہندوستان کو زرخیز زمین مہیا کرتی ہے۔اورلوگ غلّے اُ پجا کر خوش حال زندگی بسر کرتے ہیں۔لیکن افسوس ہے کہ آج گنگا میں گندگی پھیلائی جارہی ہے اوراسے آلودہ کیا جارہا ہے۔گنگا کی آلودگی حددرجہ تشویشناک ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ گنگاندی کا نقشہ حاصل کیجیےاور یہ معلوم کیجیے کہ یہ کون کون سے مشہور شہروں سے ہوکر گزرتی ہے؟

سبق..8

کابلی والا

میری پانچ برس کی بچی، جس کا نام منّی ہے، گھڑی بھر بھی خاموش نہیں رہتی ہے۔ایک دن صبح سویرے میں اپنے ناول کا سترھواں باب لکھ رہا تھا، منّی نے آ کر کہا:

''بابو جی! سبودھ (میرا نوکر) کوّے کو کاگ کہتا ہے، وہ کچھ نہیں جانتا'' اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں اُس نے دوسری بات شروع کردی: دیکھئے بابو جی بھولا کہتا ہے کہ آسمان میں ہاتھی اپنی سونڈوں سے پانی برساتے ہیں، بھولا ایسی ہی جھوٹی باتیں کرتا ہے''۔

میں نے ہنس کر منّی سے کہا: منّی تو بھولا کے ساتھ جا کر کھیل، مجھے اس وقت کام کرنا ہے۔''

میرا گھر سڑک کے کنارے ہے۔ایک دن منّی میرے کمرے میں کھیل رہی تھی، اچانک وہ کھیل چھوڑ کر برآمدے میں دوڑنے لگی اور زور زور سے ''کابلی والے او کابلی والے'' پکارنے لگی۔

کابلی والے کے کندھے پر میوے کا تھیلا اور ہاتھ میں انگوروں کی پٹاری تھی۔موٹے موٹے کپڑے کا

ڈھیلا ڈھالا کرتا پہنے، صافہ باندھے، لمبے ڈول کا ایک کابلی والا سڑک پر آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا۔

مُنّی کی آواز سن کر، ہنس مکھ کابلی والے نے گھوم کر دیکھا۔ منّی گھبرا گئی اور اس کابلی والے کو پھاٹک میں اندر آتا دیکھ کر بھاگ گئی۔ اس لئے کہ منّی کی ماں کہا کرتی تھی کہ کابلی والے بچوں کو تھیلے میں ڈال کر لے جاتے ہیں۔

میں نے منّی کا خوف دور کرنے کے لئے اُس کو اندر سے بلایا۔ کابلی والا اپنی جھولی سے کشمش نکال کر منّی کو دینے لگا۔ منّی کسی طرح لینے پر راضی نہ ہوئی۔ اُس کا شبہ اور بھی بڑھ گیا۔ وہ ڈر کر مجھ سے لپٹ گئی۔

کابلی والے سے میرا تعارف اس طرح ہوا۔

میں ایک روز کسی ضروری کام سے باہر جا رہا تھا، دروازے پر دیکھا کہ منّی اُس کابلی والے سے بڑے مزے سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ بادام اور کشمش لئے ہوئے تھی۔ میں نے کابلی والے سے کہا: ''یہ سب کیوں دیا؟ اب مت دینا۔'' یہ کہہ کر میں نے جیب سے اٹھنّی نکال کر کابلی والے کو دی۔ اُس نے بلا جھجک اٹھنی لے کر جیب میں ڈال لی۔

جب میں کام سے لوٹ کر گھر آیا تو میں نے دیکھا کہ اُس اٹھنّی کی وجہ سے گھر میں بڑا شور مچا ہوا ہے۔ منّی کی ماں اُس سے ڈانٹ کر پوچھ رہی تھی کہ تو نے اُس سے اٹھنّی کیوں لی؟ منّی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اُس نے کہا: ''میں نے نہیں مانگی، وہ اپنے آپ دے گیا۔'' میں منّی کو لے کر باہر چلا گیا۔

معلوم ہوا کہ یہ کابلی والے کا دوسرا پھیرا نہیں تھا۔ وہ روز روز گھر آتا تھا۔ اور پستے بادام دے کر اُس نے منّی سے دوستی کر لی تھی۔

کابلی والے کا نام رحمت تھا۔ رحمت اور منّی کی عمر میں زمین آسمان کا فرق تھا، پھر بھی دونوں ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔ اُن دونوں میں کچھ بندھی ٹکی باتیں ہوتی تھیں۔

کابلی والا کہتا: ''منّی سسرال جاؤ گی؟ منّی نہیں جانتی کہ سسرال کسے کہتے ہیں؟ لیکن بھلا وہ چُپ رہنے والی کہاں تھی۔ وہ اُلٹا کابلی والے سے پوچھتی: ''تم سسرال جاؤ گے؟'' رحمت گھونسا تان کر کہتا: ''میں تو

سسرے کو ماروں گا۔'' یہ سن کر منّی خوب ہنستی۔

ہر سال جب جاڑے کا موسم ختم ہونے لگتا، تو رحمت اپنے وطن جانے کی تیاری کرتا اور گھر گھر جا کر اپنا روپیہ وصول کرتا، مگر ایک بار منّی سے ملنے ضرور آتا۔

ایک دن میں اپنے کمرے میں بیٹھا پڑھ رہا تھا، اچانک گلی میں بڑا شور و غل سنائی دیا۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا رحمت کو دو سپاہی باندھے لئے جا رہے تھے، پیچھے سے لڑکوں اور راہ گیروں کا مجمع چلا آ رہا تھا۔ رحمت کے کُرتے پر خون کے دھبے تھے اور ایک سپاہی کے ہاتھ میں خون سے بھری چھری تھی۔ میں بھاگ کر گیا اور سپاہیوں کو روک کر پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' معلوم ہوا کہ پڑوس میں ایک چپراسی کو سیکڑوں گالیاں دے رہا تھا۔ اس بیچ ''کابلی والے او کابلی والے'' پکارتی ہوئی منّی بھی وہاں آ گئی۔

رحمت کا چہرہ دم بھر کے لئے خوشی سے کھل اُٹھا۔ منّی نے آتے ہی اُس سے پوچھا۔ ''تم سسرال جاؤ گے؟''

رحمت نے ہنس کر کہا: ''ہاں وہیں جا رہا ہوں۔'' اُس نے دیکھا کہ اس جواب سے منّی کو ہنسی آ گئی تب اُس نے گھونسا دکھا کر کہا: ''میں سسرے کو مارتا تو ضرور، لیکن کیا کروں میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔''

کچھ دنوں کے بعد اس جُرم میں رحمت کو سات سال کی سزا ہوگئی۔ اس واقعے کے بعد کئی دن گزر گئے، منّی کابلی والے کو بھول گئی۔

منّی بڑی ہوگئی اور پھر اُس کی شادی بھی طے ہوگئی۔ آخر کار شادی کی تاریخ آ پہنچی۔ مہمانوں سے گھر بھرا ہوا تھا۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا۔ اچانک اُس وقت رحمت وہاں آ گیا۔

پہلے تو میں اُس کو پہچان نہ سکا لیکن اس کی ہنسی سے سمجھ گیا کہ یہ رحمت ہے، میں نے پوچھا: ''کیوں رحمت کب آئے؟''

''کل ہی شام کو جیل سے چھوٹا ہوں۔''

میں نے کہا: ''آج تو میں بہت مصروف ہوں، پھر کبھی آنا۔''

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

وہ اُداس ہو کر جانے لگا، لیکن پھر ہچکچاتے ہوئے بولا: ''بابو جی! منّی کہاں ہے؟''

میں نے کہا: ''آج گھر میں کام ہے، منّی سے بھی ملاقات نہ ہوگی۔'' وہ اُداس ہو گیا۔

''اچھا... بابو جی سلام۔'' کہہ کر جانے لگا۔

مجھے جیسے دھکا سا لگا۔ جی چاہا کہ اُس کو بلا لوں۔ اتنے میں دیکھا کہ وہ خود ہی واپس آ رہا ہے۔ واپس آ کر اُس نے کہا: ''یہ کچھ کشمش بادام منّی کے لئے لایا تھا، اُس کو دے دیجئے۔''

میں نے اس کی قیمت ادا کرنی چاہی۔ تب اُس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ''آپ کی مہربانی میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے قیمت نہ دیجئے، بابو جی! منّی جیسی میری بھی بیٹی ہے، اسی لئے میں اُس کے لئے میوہ لاتا تھا۔ میں یہاں سودا بیچنے نہیں آتا۔''

اِتنا کہہ کر اُس نے کرتے کے اندر سے ایک میلے کاغذ کی پُڑیا نکالی۔ بڑی احتیاط سے پڑیا کھول کر میرے سامنے رکھ دی۔ اُس کاغذ پر ایک چھوٹے سے ہاتھ کا نشان تھا۔ اپنی بیٹی کی اِس نشانی کو چھاتی سے لگا کر رحمت اتنی دور سے میوہ بیچنے کلکتہ آیا تھا۔

یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے، میں سب کچھ بھول گیا، بس یہ بات یاد رہ گئی کہ میں بھی باپ ہوں اور وہ بھی باپ ہے۔ میں نے اُسی وقت منّی کو اندر سے بلایا۔ منّی شادی کے کپڑے اور زیور پہنے ہوئے آئی، اور شرمائی شرمائی میرے سامنے کھڑی ہو گئی۔

اُس کو دیکھ کر کابلی والا گھبرا سا گیا اور بات بھی نہ کر سکا۔ پھر اُس نے ہنس کر کہا:

''منّی! تو سسرال جا رہی ہے؟''

اب منّی سسرال کے معنی سمجھنے لگی تھی، اس نے شرما کے سر جھکا لیا۔ رحمت کچھ سوچ کر زمین پر بیٹھ گیا، جیسے اُس کو یکا یک احساس ہوا کہ اُس کی لڑکی بھی اتنے دنوں میں بڑی ہو گئی ہوگی۔ ان آٹھ برسوں میں اُس کا کیا ہوا، کون جانے! وہ اُس کی یاد میں کھو گیا۔

☆ رابندر ناتھ ٹیگور

مشق

معنی یاد کیجیے:

باب — کتاب کا کوئی مکمل حصہ

شبہ — شک

احتیاط — سوجھ بوجھ سے کام کرنا

زمین آسمان کا فرق — بہت بڑا فرق، نمایاں فرق

میوہ — سوکھے پھل جیسے پستہ، بادام، کشمش، آخروٹ وغیرہ

صافہ — پگڑی

مجمع — بھیڑ

مصروف — کام میں لگا ہوا

یکایک — اچانک

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ منّی کون تھی؟

2۔ منی نے بابو جی سے سبودھ کی کیا شکایت کی؟

3۔ کابلی والے کو دیکھ کر منّی کیوں گھبرا گئی؟

4۔ کابلی والے کو جیل کیوں بھیجا گیا؟

5۔ منّی کو دیکھ کر کابلی والے کو کیا یاد آیا؟

خالی جگہوں کو دیئے گئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ کابلی والے سے میرا..............اس طرح ہوا۔ (تعارف، پہچان)

2۔ کابلی والے کا..............رحمت تھا۔ (نام،کام)

3۔ رحمت گھر گھر جا کر اپنا روپیہ...........کرتا تھا۔ (وصول،قبول)

4۔ سردار سر پر..............باندھتے ہیں۔ (صافہ،چغا)

5۔ کابلی والا کہتا! منّی..........جاؤ گی؟ (سسرال،کوتوال)

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

لین دین، حق، مال، میوہ، چادر

دیئے ہوئے الفاظ کی جمع بتایئے:

بات، برس، سپاہی، لڑکی، میوہ

☆ نیچے دیئے گئے کلمات میں اسم، ضمیر، فعل صفت اور حرف کو چن کر دیئے گئے باکس میں لکھیے:

کھانا، سوکھا، نیا، پرانا، اوپر، میں، اچھا، کو، تک، مسجد، کرسی، بابو، لکھنا، وہ، منی، تھیلا، رحمت، کاغذ، کلکتہ، پگڑی، بادام، چھوٹے، سے

اسم	ضمیر	فعل
....	....	....
....	....	....

صفت	حرف
....	....
....	....

کلمہ کی پانچ قسمیں ہیں اسم، ضمیر، فعل، صفت اور حرف

غور کیجیے:

رابندر ناتھ ٹیگور بنگلہ زبان کے بڑے ادیب ہیں۔ کابلی والا اُن کی ایک مشہور کہانی ہے جس میں ایک باپ کی اپنی بیٹی سے محبت کا ذکر ہے جسے یاد کر کے وہ ایک دوسری بچی کو بیٹی کی طرح چاہنے لگتا ہے۔ انسان کے دلی جذبات اور محبت کی خوبصورت عکاسی اس کہانی کی خصوصیت ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ رابندر ناتھ ٹیگور کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے اُن کے بارے میں پانچ جملے لکھیے...

سبق..9

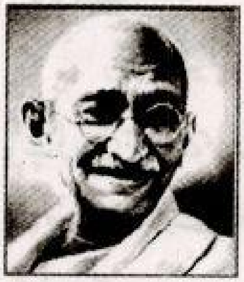

گاندھی جی

کاٹھیاواڑ ہندستان کے دکھن پچھم کا ایک علاقہ ہے اس میں پور بندر نامی مقام پر ایک ایسے شخص نے جنم لیا، جس نے ہندستان کی تاریخ بدل دی۔ ان کا نام موہن داس کرم چند گاندھی تھا، جو آگے چل کر "بابائے قوم"، مہاتما گاندھی کے نام سے مشہور ہوئے۔

گاندھی جی 2/اکتوبر 1869ء کو ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انیس سال کی عمر میں وہ قانون پڑھنے لندن گئے اور 1891ء میں بیرسٹر ہو کر لوٹے۔ اس زمانے میں جنوبی افریقہ میں بسنے والے ہندستانیوں کی بری حالت تھی۔ ان کی بستیاں تک الگ اور خراب علاقوں میں تھیں۔ وہ ریل گاڑیوں کے ڈبوں سے نکال دیئے جاتے تھے۔ انہیں ووٹ دینے کا بھی حق نہ تھا۔ غرض ان کے ساتھ ہر قسم کی بے انصافی کی جاتی تھی۔

گاندھی جی کو وہاں کے ایک ہندستانی نے ایک مقدمے کے سلسلے میں جنوبی افریقہ بلایا۔ گاندھی جی وہاں پہنچے تو ہندستانیوں کے ساتھ ان زیادتیوں کا انہیں تجربہ ہوا۔ انہوں نے اپنے ہم وطنوں کی پوری طرح سے مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ جنوبی افریقہ میں رہنے لگے اور ہندستانیوں کے ساتھ جو بے انصافیاں ہو رہی تھیں ان کے خلاف زبردست تحریک شروع کی اور اس کا نام انہوں نے "ستیہ گرہ" رکھا۔ آخر کار جنوبی افریقہ کی سرکار کو مجبور ہو کر جھکنا پڑا اور اس کا رویہ ہندستانیوں کے ساتھ بہت کچھ سدھر گیا۔

1914ء میں پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی۔ گاندھی جی نے برٹش سرکار کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور ہندستان

واپس آکر انہوں نے فوجی بھرتی میں حصہ لیا اور انگلستان بھی گئے۔ لڑائی جاری تھی کہ وہ ہندستان لوٹ آئے۔ جنوبی افریقہ میں اپنے کاموں کی وجہ سے گاندھی جی کی بڑی عزت کی جانے لگی تھی۔ وہ ہندستان لوٹے تو کانگریس کے بڑے لیڈروں میں گنے جانے لگے۔

پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں برٹش سرکار نے ہندستانیوں سے سوراج دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ لڑائی ختم ہونے کے بعد پورا نہیں کیا بلکہ ایسے قانون بنائے جو ہندستانیوں کی رہی سہی آزادی کو کچلتے تھے۔ اس پر گاندھی جی نے برٹش سرکار کے خلاف بھی ستیا گرہ کرنے کی ٹھانی۔ وہ اب ملک کے سب سے بڑے لیڈر تھے۔ انہوں نے یہ ستیہ گرہ جلیان والا باغ کے قتل عام اور خلافت تحریک کی ہمدردی میں شروع کی۔ سارا ملک اس ستیا گرہ میں گاندھی جی کا ساتھ دینے کو تیار ہوگیا۔ ستیا گرہ شروع ہونے سے پہلے گاندھی جی نے ہندستانیوں کو بتایا کہ اس تحریک میں انہیں اہنسا کے اصولوں پر پورے طور پر چلنا ہوگا۔ ہندو، مسلمان، سکھ، پارسی سب ایکتا قائم رکھیں گے۔ برٹش سرکار سے کسی قسم کا تعاون نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے بدیسی مال کا بائیکاٹ کرنے کے لئے بھی کہا اور ہدایت کی کہ سب لوگ ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا پہنیں اور چھوت چھات ختم کریں۔ گاندھی جی کی ان باتوں کا ملک کے لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ سارا ملک جاگ اٹھا، ہندستانیوں کے دل سے انگریزوں کا ڈر نکل گیا۔ اس تحریک میں تیس ہزار سے زیادہ ہندستانی جیلوں میں قید کیے گئے اور سینکڑوں نے اپنی جانوں کی قربانی دی۔

گاندھی جی نے 1930ء میں مکمل سوراج حاصل کرنے کے لئے نمک ستیا گرہ شروع کی۔ اس تحریک میں لگ بھگ ایک لاکھ ہندستانی جیل گئے۔ بہت سے شہروں میں لوگ گولیوں کا شکار ہوئے۔ آخر میں انگریز حکومت کو گاندھی جی سے سمجھوتا کرنا پڑا۔ برٹش سرکار نے ہندستانیوں کی مانگوں پر غور کرنے کے لئے لندن میں ایک کانفرنس بلائی جو ''گول میز کانفرنس'' کے نام سے مشہور ہے۔ گاندھی جی نے اس کانفرنس میں بھی ہندستان کی آزادی کی مانگ کی، مگر یہ مانگ پوری نہ ہوئی اور گاندھی جی نے ہندستان لوٹ کر آزادی کی تحریک شروع کردی۔

اس کے بعد گاندھی جی نے ملک سے چھوا چھوت ختم کرنے اور جن لوگوں کو اچھوت کہا جاتا تھا انہیں

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

سماج میں ایک باعزت مقام دینے کے لئے ایک نئی تحریک شروع کی۔ انہوں نے اچھوتوں کو ''ہری جن'' کہنا شروع کیا۔ انہیں برابری کا درجہ دلانے کے لئے سارے ملک کا دورہ کیا۔ ہری جنوں کے لئے چندہ کیا اور ہری جنوں کو ان کا حق دلانے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی۔

1939ء میں دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی۔ اس بار گاندھی جی نے یہ طے کیا کہ وہ برٹش سرکار کا ساتھ نہ دیں گے۔ انہوں نے ''انگریزو! ہندستان چھوڑو'' کا نعرہ بلند کیا۔ اس پر وہ اور کانگریس کے دوسرے لیڈر جیلوں میں بند کر دیئے گئے۔ سارے ملک میں انگریزوں کی حکومت کے خلاف پھر زبردست تحریک شروع ہو گئی۔ یہ 1942ء کی تحریک کے نام سے مشہور ہے۔ آخر میں برٹش سرکار کو گاندھی جی کی مانگ ماننی پڑی۔ 15راگست 1947ء کو ہندستان آزاد ہو گیا۔ ملک میں ہندستانیوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ گاندھی جی نے آزادی کا جو خواب دیکھا تھا وہ پورا ہو گیا۔

گاندھی جی کی تعلیم تھی کہ ہندو مسلمان مل جل کر رہیں۔ سچائی سے کام لیا جائے لیکن ملک کے کچھ لوگوں کو گاندھی جی کی یہ باتیں پسند نہ تھیں۔ ایک شام وہ پرارتھنا سبھا میں جا رہے تھے کہ ایک ظالم نے گولی مار کر ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ زبردست حادثہ دہلی میں 30رجنوری 1948ء کو پیش آیا۔ سارا ملک رنج اور غم میں ڈوب گیا۔ اور دنیا بھر میں ان کا سوگ منایا گیا۔ دہلی میں جمنا کے کنارے راج گھاٹ پر جہاں گاندھی جی کی آخری رسم ادا کی گئی، ان کی سمادھی بنا دی گئی۔ گاندھی جی نے ہندستان کی تاریخ بدل دی۔ انہوں نے سچائی اور اہنسا کے اصول پر چل کر ملک کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرایا۔ اسی لئے انہیں ''باپو'' یا ''بابائے قوم'' کہا جاتا ہے۔

☆ ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

معزز — عزت والا، عزت دار

بیرسٹر — وہ وکیل جس نے وکالت کی ڈگری ولایت (انگلینڈ) سے حاصل کی ہو۔

تحریک — کسی مقصد کو حاصل کرنے کی اجتماعی کوشش

ستیہ گرہ — سچائی کو منوانے کے لئے پُرامن مظاہرہ

سوراج — اپناراج، اپنی حکومت

تعاون — مدد

استقبال — خیر مقدم، تعظیم میں آگے بڑھنا

پرارتھنا سبھا — دعائیہ مجلس

سمادھی — عظیم ہستیوں کے وصال کے بعد بنائی گئی یادگار جسے مقبرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ گاندھی جی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ گاندھی جی نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی مدد کیسے کی؟

3۔ گاندھی جی کی تحریک کا کیا فائدہ ہوا؟

4۔ گاندھی جی کو باپو یا بابائے قوم کیوں کہتے ہیں؟

اِن واحد الفاظ کے جمع لکھیے:

ہندستانی، تحریک، بستی، اُصول، ملک

اِن الفاظ کی ضِد لکھیے:

شروع، عزت، ہمدردی، دوری، اہنسا

اِن الفاظ سے جملے بنائیے:

ستیہ گرہ، جیل، کانفرنس، مقام، تحریک

غور کیجیے:

گاندھی جی نے جنوبی افریقہ سے انگریزوں کے خلاف تحریک شروع کی۔ انھوں نے سوراج کا نعرہ دیا۔ ستیہ گرہ شروع ہوئی۔ انگریزوں نے اس تحریک کو کچلنا چاہا، لیکن ناکام ہوئے۔ گاندھی جی نے نہ صرف ملک کو آزاد کرایا بلکہ چھوا چھوت کو بھی بہت حد تک دور کرنے کی کوشش کی۔

عملی سرگرمی:

گاندھی جی اور دوسرے لیڈروں کی تصویریں جمع کیجیے اور ان کے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔

سرسری مطالعہ

جملہ آگے بڑھایئے

(لسانی کھیل)

مثال:

میں جاتا ہوں۔

میں **اسکول** جاتا ہوں۔

میں **روزانہ** اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ **دس بجے** اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ دس بجے **سائیکل سے** اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ دس بجے سائیکل سے **اپنے دوستوں کے ساتھ** اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ **ندی پار کر** دس بجے سائیکل سے اپنے دوستوں کے ساتھ اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ ندی پار کر دس بجے سائیکل سے اپنے دوستوں کے ساتھ **اردو مڈل اسکول ڈکی بیگھا** جاتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ

☆ **اوپر دی ہوئی مثال دیکھ کر نیچے لکھے ہوئے جملوں کو بھی اسی طرح بڑھایئے:**

میں پڑھتا ہوں۔

میں کھاتا ہوں۔

میں کھیلتا ہوں۔

میں لکھتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ

☆ اساتذہ اس عملی سرگرمی (لسانی کھیل) کو روزانہ درجے میں نئے نئے جملوں کی مدد سے کرا سکتے ہیں۔

سبق..10

کمپیوٹر

آپ نے شہر کے کسی دکاندار کے پاس ایک چھوٹا سا آلہ دیکھا ہوگا، جسے کیلکو لیٹر کہتے ہیں۔ یہ ایک سادہ مشین ہے۔ دکان دار اس کی مدد سے فوراً حساب کتاب کرلیتا ہے۔ اسے اب انگلیوں پر گننے یا کاغذ پنسل لے کر دیر تک حساب کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس چیزوں کی مقدار دیکھی، نرخ دیکھا اور اس آلے میں ہندسوں کے بٹن دبا دیئے۔ ضرب اور جمع کے عمل خود بہ خود ہو گئے۔ ادھر گاہک نے مال سنبھالا نہیں کہ بل حاضر، اسی لئے اس کا نام کیلکو لیٹر یعنی حساب کرنے والا پڑ گیا۔ آج ہم آپ کو ایک ایسی مشین کے بارے میں بتائیں گے جو کیلکو لیٹر سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ اس کا نام کمپیوٹر ہے۔ کمپیوٹر اس طرح کام کرتا ہے، جس طرح انسانی دماغ۔ انسانی دماغ تو کبھی کبھی غلطی بھی کرسکتا ہے، باتیں بھول بھی سکتا ہے لیکن کمپیوٹر سے اس طرح کی غلطی نہیں ہوتی۔

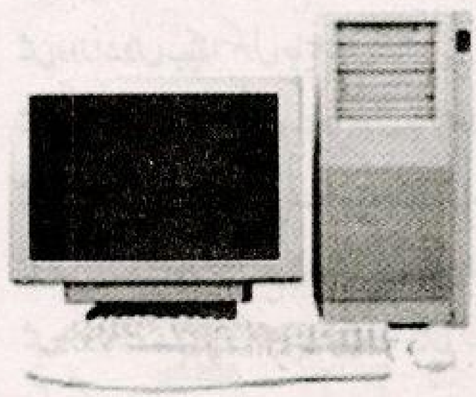

جس طرح انسانی دماغ معلومات کا خزانہ ہوتا ہے اسی طرح کمپیوٹر میں بھی ہر قسم کی معلومات جمع کر

سکتے ہیں۔اسے فیڈنگ (Feeding) کہتے ہیں۔آپ کمپیوٹر کو معلومات دے کر بھول جائیں لیکن اس میں وہ معلومات محفوظ رہتی ہیں۔ ان معلومات کو خاص مقصد کے لئے استعمال کے قابل بنانا پروگرامنگ (Programming) کہلاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب کمپیوٹر کو اس کام کی پوری معلومات حاصل ہوگئی ہیں اور وہ حسب ضرورت معلومات فراہم کرنے کے قابل ہوگیا ہے۔اب آپ اس کمپیوٹر کے ذریعے اس کام سے متعلق کوئی مسئلہ حل کرنا چاہیں تو وہ ایک ماہر کی طرح ان کا حل پیش کرسکتا ہے۔مثلاً اگر آپ اس میں موسم اور موسمیات کے اصول کی معلومات جمع کرتے ہیں تو کمپیوٹر موسم کے بارے میں پیشن گوئی کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔آپ چاہیں تو کمپیوٹر میں تاریخ، سائنس یا ریاضی کے اصول بھی جمع کرسکتے ہیں۔گویا وہ ان اصولوں سے ایک انسان کی طرح ''واقف'' ہو جاتا ہے، پھر یہی واقف کار کمپیوٹر ایک استاد کی طرح ان مضامین کو پڑھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

کمپیوٹر اب ہر جگہ استعمال ہونے لگا ہے۔ بینک ہو یا فیکٹری، تجربہ گاہ ہو یا لائبریری، اسپتال ہو یا تجارتی ادارہ ہر جگہ اس کی عمل داری نظر آتی ہے۔ بڑے پیمانے پر کام کرنے والی فیکٹریوں یا صنعت گھروں میں ایسے کمرے بھی ہوتے ہیں جہاں انسان کی جان کو خطرہ بھی لاحق ہوسکتا ہے۔ان کمروں میں انسان نما کمپیوٹر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ ایسے انسان نما کمپیوٹر کو روبوٹ (Robot) کہتے ہیں۔آج کل خلائی پرواز والے راکٹ کی اڑان میں اور فضا کی معلومات حاصل کرنے میں بھی کمپیوٹر بہت مفید ثابت ہورہے ہیں۔

مطلع ابر آلود ہو اور ہر طرف کہرا چھایا ہوا ہو تو اڑتے ہوئے ہوائی جہاز کے پائلٹ کو وہ ہوائی پٹی صاف نظر نہیں آتی جہاں جہاز کو اتارنا ہے۔ایسے وقت میں کمپیوٹر رہنمائی کرتا ہے اور پائلٹ کے سامنے لگے ہوئے پردے پر ہوائی پٹی کا خاکہ بنا دیتا ہے۔موسمیات کے دفتر میں کمپیوٹر کی مدد سے موسم کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ بڑے صنعتی گھرانوں میں کمپیوٹر ایک استاد کی طرح کاریگر کو ہدایت دیتے رہتے ہیں۔اتنا ہی نہیں اُس مشینی انسان کو شطرنج کے کھیل سے آگاہ کیا جائے تو ایک ماہر کھلاڑی کی طرح وہ شطرنج بھی کھیل سکتا ہے۔

اب ایسے کمپیوٹر بھی بن گئے ہیں جو نظمیں لکھ سکتے ہیں اور ساز بجا سکتے ہیں۔ بڑے اسپتالوں میں ایسے

کمپیوٹر نصب ہوتے ہیں، جو مرض کی دوا تجویز کرتے ہیں اور عمل جراحی میں ہدایت دے سکتے ہیں۔ شروع شروع میں جو کمپیوٹر بنائے گئے ان کی جسامت بہت زیادہ ہوتی تھی، لیکن پچھلی دو دہائیوں میں بہت ترقی ہوئی۔ وہی کمپیوٹر جو پہلے ایک کمرے میں سماتے تھے اب سمٹ کر اتنے چھوٹے، اتنے سبک ہو گئے ہیں کہ ایک ننھے بچے کی مٹھی میں سما سکتے ہیں لیکن تعجب یہ ہے کہ ان کے کام کرنے کی صلاحیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

کمپیوٹر کی حیرت انگیز ایجاد اور اس کی روز بروز بڑھتی ہوئی ترقی کی وجہ سے لوگ اس نئے دور کو کمپیوٹر کا دور کہنے لگے ہیں۔ اس ترقی کو دیکھ کر آدمی حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ اس کی کیا انتہا ہوگی اور یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ ہی دنوں میں ہر گھر میں امی جان کی رسوئی کا کام کمپیوٹر ہی کر لیا کرے۔ وہی چولہا جلائے، وہی مکسر میں مسالہ تیار کر لے، وہی ہانڈی چڑھائے، مسالہ تیار ہوتے ہی مکسر آپ ہی آپ بند ہو جائے۔ کھانا پکتے ہی چولہا خود بہ خود بجھ جائے۔ ادھر ابا جان گھر میں داخل ہونا چاہیں اور دروازہ خود بہ خود کھل جائے۔ گھر میں کوئی نہ ہو تو کمپیوٹر خود ہی فون کے پیغام ٹیپ کرے۔ کمپیوٹر ہی گھر کی صفائی کرے، میلے کپڑے دھولیا کرے۔ وہ دن بھی آسکتا ہے جب دکانیں کھلی ہوں، دکان دار غائب ہوں اور گاہک کمپیوٹر کو بل ادا کرے۔ امی جان کسی کو پیسے ادھار دے کر بھول بھی جائیں تو کمپیوٹر صاحب انہیں یاد دلا دیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا دیں کہ منّے کی اسکول فیس ادا کرنی ہے۔ اب تو ان میں سے بہت سی باتیں حقیقت میں ہونے بھی لگی ہیں۔

آپ نے دیکھا، کمپیوٹر کتنا کارآمد اور مفید ہے۔ سائنس کی اس تیز رفتار ترقی کو دیکھ کر بے اختیار اقبال کا یہ شعر زبان پر آتا ہے:

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی؟

☆ ماخوذ

مشق

معنیٰ یاد کیجیے:

نصب کرنا	—	کسی جگہ پر لگانا، گاڑنا
جراحی	—	چیڑ پھاڑ، سرجری
کارآمد	—	کام آنے والا
مفید	—	فائدہ پہنچانے والا
عمل داری	—	حکومت
مَطلَع	—	چاند یا سورج کے نکلنے کی جگہ
جسامت	—	ڈیل ڈول
محو حیرت ہونا	—	حیرت میں ڈوب جانا

سوچیے اور بتائیے:

1۔ دکاندار کس مشین سے آج کل حساب کرتے ہیں؟

2۔ کمپیوٹر کون کون سے کام کرسکتا ہے؟

3۔ روبوٹ کیسا ہوتا ہے؟

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

دماغ، مشین خزانہ، آلہ، دفتر، موسم

مثال کے مطابق آپ نیچے لکھے جملوں کو پورا کیجیے! تا کہ زمانہ ظاہر ہو جائے

مثال:

آپ نے کمپیوٹر دیکھا ہے۔
آپ نے کمپیوٹر دیکھا تھا۔
آپ کمپیوٹر دیکھیں گے۔

(1) کمپیوٹر کا استعمال ہو رہا ہے۔ (2) انگلیوں پر گنتی گن رہا ہے۔

(3) شطرنج کھیل سکتا ہے۔ (4) کام کرتا ہے۔

(5) آج کمپیوٹر سب کی ضرورت ہے۔

زمانہ کی تین قسمیں ہیں: ماضی، حال، مستقبل

خالی جگہوں کو بھریئے:

دُکان دار دو لفظوں ''دکان'' اور ''دار'' سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں دکان والا۔ اسی طرح آپ بھی ''دار'' سے پہلے کوئی لفظ بڑھا کر تین با معنی الفاظ بنایئے۔

1۔.........دار 2۔..........دار 3۔...........دار

اِن سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ ''کیلکولیٹر'' کس مشین کا نام ہے؟

2۔ کمپیوٹر سے گھر میں کیا کیا فائدے ہو سکتے ہیں؟

3۔ ''فیڈنگ'' کسے کہتے ہیں؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ کمپیوٹر ہر قسم کی..............کا خزانہ ہے۔ (معلومات،تفریحات)

2۔ انسان نما...................کو روبوٹ کہتے ہیں۔ (کمپیوٹر، کیلکولیٹر)

3۔ محوحیرت ہوں کہ.......کیا سے کیا ہوجائے گی۔ (دنیا۔ جہاں)

غور کیجیے:

آپ نے اِس سبق میں پڑھا کہ کمپیوٹر بہت مفید اور کارآمد شئے ہے۔اس میں ہر قسم کی معلومات جمع کی جاسکتی ہیں اور اِس کی مدد سے دفتروں کارخانوں اور گھروں میں بڑے بڑے کام لئے جاسکتے ہیں۔ اس سے وقت کی بھی بہت بچت ہوتی ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ کسی کمپیوٹر کے پاس بیٹھ کر استاد سے مزید معلومات حاصل کیجیے۔

سبق.. 11

کہنا بڑوں کا مانو

اے بھولے بھالے بچّو، کہنا بڑوں کا مانو
سَر پر بڑوں کا سایہ، سایہ خُدا کا جانو
حکم اُن کا ماننے میں برکت بڑی ہے جانو
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ اور استاد، سب ہیں تمہارے رحمت
ہے روک ٹوک ان کی ، حق میں تمہارے رحمت
کڑوی نصیحتوں میں اُن کی، بھرا ہے امرت
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ کا عزیزو، مانا نہ جس نے کہنا
دشوار ہے جہاں میں عزّت سے اُس کا رہنا
ڈر ہے، پڑے نہ صدمہ ذلّت کا اس کو سہنا
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

دُنیا میں کی جنھوں نے ماں باپ کی اطاعت
دُنیا میں پائی عزّت، عقبیٰ میں پائی راحت
ماں باپ کی اطاعت، ہے دو جہاں کی دولت
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

سیکھوگے علم وحکمت، اُن کی ہدایتوں سے
پاؤگے مال و دولت، اُن کی نصیحتوں سے
پھولوگے اور پھلوگے اُن کی ملامتوں سے
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

تم کو خبر نہیں کچھ اپنے بُرے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی، اتنی ہے عقل چھوٹی
ہے بہتری اسی میں جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

☆الطاف حسین حالیؔ

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

مشق

معنی یاد کیجیے:

رحمت — مہربانی

اَمرت — ایسی چیز جس کو پی کر آدمی ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔

نصیحت — اچھی باتیں، نیک باتیں

عزیز — پیارا

دشوار — مشکل

صدمہ — غم، ملال

ذِلّت — بے عزتی، رسوائی

اطاعت — فرماں برداری

راحت — آرام

عقبیٰ — آخرت

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ ''سر پر بڑوں کا سایہ، سایہ خدا کا جانو'' کا کیا مطلب ہے؟

2۔ ماں باپ کا کہنا نہ ماننے سے کیا سہنا پڑتا ہے؟

3۔ ماں باپ کی اطاعت سے دونوں جہاں میں کیا ملتا ہے؟

4۔ بڑوں کا کہنا ماننے سے کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ ماں، باپ اور استاد سب خدا کی.......... ہیں۔(رحمت، زحمت)

2۔ بڑوں کا حکم ماننے میں بڑی.......... ہے۔(برکت، امرت)

3۔ اگر بڑائی چاہتے ہو تو.......... کا کہنا مانو۔(چھوٹوں، بڑوں)

4۔ ماں باپ کی.......... کرنی چاہئے۔(اطاعت، ملامت)

اِن الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

سایہ، نصیحت، ذلت، راحت، صدمہ

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

بچہ، حکم، رحمت، نصیحت، دشوار

اِن الفاظ کی ضِد لکھیے:

عزت، دنیا، صدمہ، دشوار، بڑے

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

☆ حکم ان کا ماننے میں.......... بڑی ہے جانو

☆ کڑوی نصیحتوں میں اُن کی، بھرا ہے..........

☆ دشوار ہے جہاں میں.......... سے اُس کا رہنا

☆ ماں باپ کی.........، ہے دو جہاں کی دولت

غور کیجیے:

آپ نے اس نظم میں پڑھا کہ بڑے بزرگوں کا سایہ اور اُن کی ہدایت سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ وہی بچے دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں جو ماں باپ اور استاد کی عزت کرتے اور اُن کا کہنا مانتے ہیں۔

عملی سرگرمی:

☆ اِس نظم کو زبانی یاد کیجیے اور درجے میں اپنے دوستوں کو سنایئے!

سبق..12

نینی تال

ہندستان کے پہاڑی مقامات میں ریاست اُترانچل کا نینی تال آب وہوا اور خوب صورتی کے لحاظ سے خاص حیثیت رکھتا ہے اور ہم اِس کو دنیا کے بہترین پہاڑی مقامات کے مقابلے میں لا سکتے ہیں۔ یہاں کی بہترین، صحت بخش اور خوشگوار آب وہوا، حیرت انگیز مناظر، تفریح گاہیں اور آمدورفت کی سہولتیں لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

نینی تال، کاٹھ گودام اسٹیشن سے بائیس میل کے فاصلے پر واقع ہے جہاں دہلی، رامپور، لکھنؤ، بریلی، آگرہ اور کولکاتا سے سیدھی ٹرینیں آتی ہیں۔ کاٹھ گودام سے نینی تال جانے کے لئے بسیں ملتی ہیں، جو پہاڑی سڑک کو پار کرتی ہوئی نینی تال پہنچتی ہیں۔ اِس سڑک کا شمار دنیا کی بہترین سڑکوں میں ہوتا ہے۔ یہ سڑک پہاڑوں کو کاٹ کر اس طرح بنائی گئی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سانپ

لہراتا ہوا نیچے سے اوپر چڑھتا چلا جاتا ہے۔

نینی تال کی دریافت 1841ء میں پی بیرن نامی ایک تاجر نے کی تھی، جو یوپی کے شاہ جہاں پور ضلع میں تجارت کرتا تھا۔ شروع میں نینی تال کے پہاڑوں پر درختوں کا ایک وسیع جنگل تھا۔ 1843ء سے یہاں لوگ آکر رہنے لگے اور رفتہ رفتہ مکانوں کی تعمیر شروع ہوئی۔

یہاں دو پہاڑ ہیں، جن کے درمیان خوبصورت سا تالاب ہے، جس کو ایک میل لمبی سڑک مال روڈ، چاروں طرف سے گھیرے ہوئی ہے۔ تالاب کے جنوب میں واقع پہاڑ کا نام ''ایار پھاٹا'' ہے اور شمالی سَمت کے پہاڑ کو ''چینا'' کہتے ہیں۔ چینا کی چوٹی تفریح کی خاص جگہ ہے۔ یہاں مَطلع صاف ہونے پر، ہمالیہ کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں صاف نظر آتی ہیں۔ نینی تال سے صرف سات میل کی دوری پر ''بھوالی'' واقع ہے۔ جس کی اونچائی سطح سمندر سے 5600 فٹ بلند ہے۔ ''بھوالی'' تپ دق کی سَینی ٹورِیَم کے لئے مشہور ہے اور پورے شمالی ہندستان میں تپ دق کے علاج کی سب سے موزوں جگہ ہے۔ یہاں سے ہمالیہ کے بہترین اور مشہور پھلوں کی بھی برآمدگی ہوتی ہے۔ بھوالی کے قریب ہی ''گھوڑا کھال'' کا مشہور فوجی اسکول بھی ہے۔

کاٹھ گودام سے تیس میل دور اور نینی تال سے چودہ میل کے فاصلے پر خوبصورت جھیل ''بھیم تال'' ہے، جو نینی تال کی خوبصورت پہاڑی جھیلوں میں دوسرے نمبر پر ہے۔ یہاں سے ڈھائی میل کی دوری پر ''نوکونوں کا تال'' ہے، لوٹس اور سرخ آبی للی کے پھولوں سے گھرا رہتا ہے اور مچھلی کے شکار کی بہترین جگہ ہے۔

نینی تال سے گیارہ میل اور بھیم تال سے دو میل کی دوری پر سات خوب صورت جھیلیں ہیں، جن کو عموماً تال کہتے ہیں۔ ان میں سے نل دمینتی تال، رام تال، لکشمی تال اور سکھ تال زیادہ مشہور ہیں۔

نینی تال جون، ستمبر اور اکتوبر میں سیاحوں سے بھر جاتا ہے اِس کے بعد یہاں سے لوگوں کے چلے جانے پر ایک دم اجاڑ سا ہو جاتا ہے۔ یہاں دو بازار بھی ہیں مَلّی تال اور تلّی تال۔ مَلّی تال کی دکانیں انگریزی طرز کی ہیں اور تلّی تال جو بس اسٹینڈ کے پاس ہے چھوٹا ہے اور یہاں ترکاری گوشت اور اناج وغیرہ کی دکانیں ہیں۔